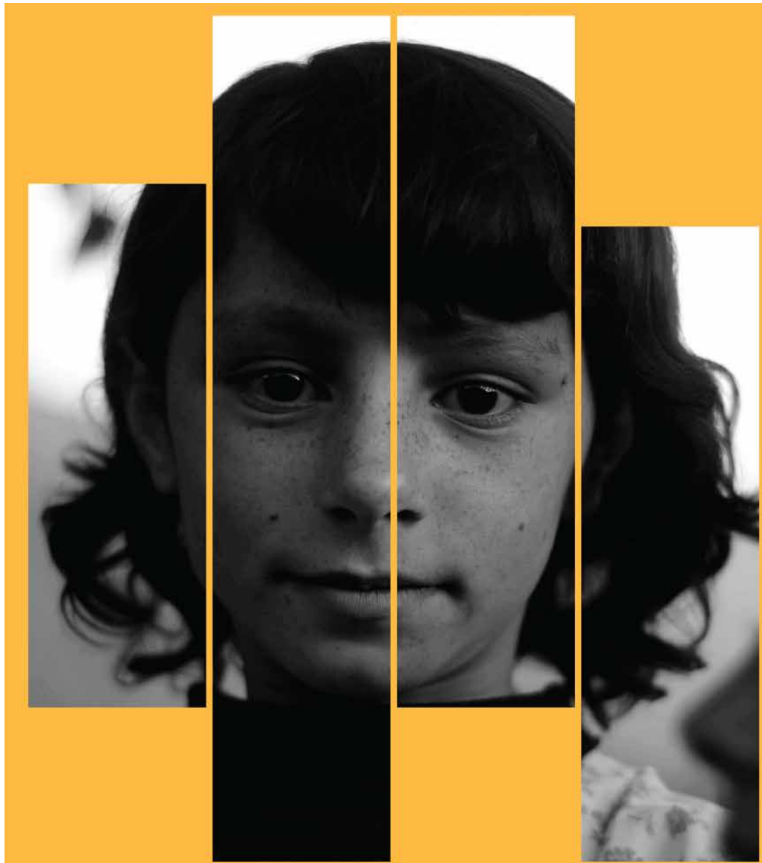

پاکستان میں کم عمری کی شادی

Center for Communication Programs Pakistan

AMPLIFYCHANGE

Center for Communication Programs Pakistan

Plot No. 23, Street No. 39, I&T Center, G-10/4, Islamabad 44000, Pakistan

051-2294135-6 ccp-pakistan.org.pk ccp.pakistan PakistanCCP

This document is made possible by the support of AmplifyChange. The contents are the sole responsibility of Center for Communication Programs Pakistan (CCPP) and do not necessarily reflect the views of AmplifyChange. The Advocacy Toolkit is produced for AmplifyChange funded project Promoting Legislation, Prompting Action to End Child Marriage in Pakistan

پاکستان میں کم عمری کی شادی

پاکستان میں کم عمری کی شادی کا پس منظر

یہ معلومات اور رہنما اصولوں کا مجموعہ اُن متعلقین کے لیے ہے جو پاکستان میں کم عمری کی شادی کے خاتمے کیلیئے کوشاں ہیں۔ یہ پس مندرجہ ذیل اہم نکات پر مشتمل ہے۔

(۱) پاکستان میں کم عمری کی شادی سے متعلق تعریفوں کا مجموعہ، اعداد وشمار اور سیاق وسباق

(۲) اُن کو درپیش مشکلات اور مواقعوں کی مختصر تفصیل جن کا تعلق اُن قانونی، سماجی، اقتصادی، ثقافتی، ابلاغی اور عام معلومات سے ہے جن کی وجہ سے ملک میں کم عمری کی شادی کو فروغ ملتا ہے (۳) کم عمری کی شادی کے خاتمے کے لیے سفارشات کی ابتدائی فہرست

تعارف

اقوامِ متحدہ کا عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمے کے معاہدہ (CEDAW) (۱۹۷۹ء) کے مطابق ۱۸ سال کی عمر سے پہلے ہونی والی رسمی شادی، کم عمری کی شادی کہلاتی ہے۔ کم عمری کی شادی کی یہ تعریف اقوامِ متحدہ کے بچوں کے حقوق کے معاہدے (CRC) (۱۹۸۹ء) سے بھی مطابقت رکھتی ہے جس میں ۱۸ سال سے کم عمر فرد 'بچی یا بچہ' کہلاتا ہے۔ مزید یہ کہ ''انسانی حقوق کا عالمی منشور'' (UDHR) (۱۹۴۸ء) بھی شادی کے لیے پوری اور آزاد رضامندی کے حق کو تسلیم کرتا ہے اور زور دیتا ہے کہ کوئی بھی شخص ایک باشعور فیصلہ کرنے کے لئے مکمل آگاہی رکھتا ہو۔ کم عمری کی شادی ایک عالمی مسئلہ ہے۔ دنیا بھر میں ۷ کروڑ خواتین کی شادی کم عمری میں ہوئی اور ہر تین میں سے ایک خاتون کی شادی ۱۵ سال کی عمر سے پہلے ہوئی۔[1] پاکستان کم عمری کی شادیوں کی مطلق تعداد (۱،۸۷۵،۰۰۰) کے لحاظ سے دنیا میں چھٹے نمبر پر ہے۔[2] افغانستان سمیت پاکستان ان چند ایشیائی اسلامی ممالک میں سے ایک ہے جہاں ابھی تک لڑکیوں کے لئے شادی کی عمر ۱۸ سال سے کم ہے۔

اگرچہ پاکستان نے CRC (۱۹۸۹ء) کی ۱۹۹۰ء میں اور CEDAW کی ۱۹۹۶ء میں توثیق کی، پھر بھی پاکستان میں کوئی ایسا جامع قانون نہیں ہے جو لڑکیوں اور لڑکوں دونوں کے لیے ۱۸ سال کی عمر کو شادی کی کم سے کم عمر کے طور پر برقرار رکھے یا ایک 'بچی یا بچے' کی تعریف واضح کرے کہ ہر ۱۸ سال سے کم عمر فرد بچی یا بچہ ہے۔ خاص طور پر پاکستان کا کم عمری کی شادی پر پابندی کا قانون (Child Marriage Restraint Act 1929) شادی کی کم سے کم عمر لڑکیوں کے لیے ۱۶ سال اور لڑکوں کیلئے ۱۸ سال وضع کرتا ہے۔

فیگر ۱۔ ۱۵-۴۹ سال کی تمام شادی شدہ خواتین کی شرح فیصد [3]

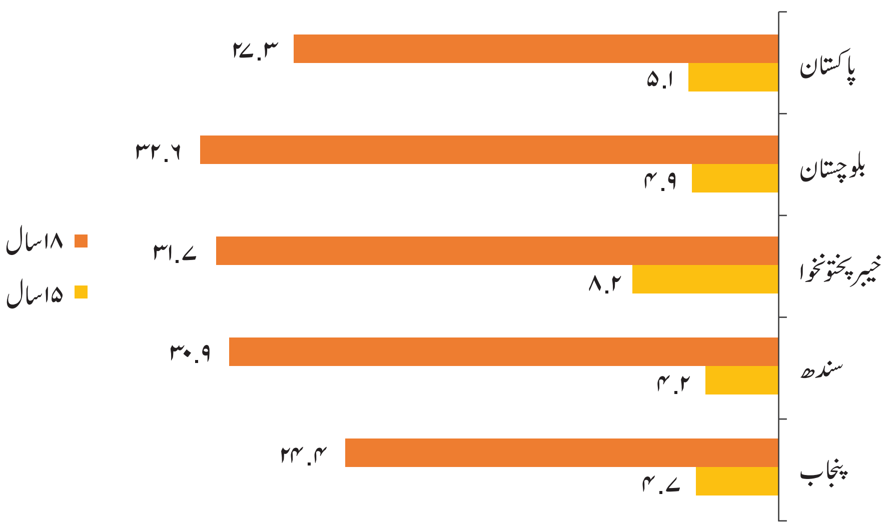

۲۱٪

پاکستانی خواتین (۲۰-۲۴ سال) کی
شادی کم عمری میں ہوئی

پاکستانی معاشرے اور ثقافت میں شادی ایک نجی معاملہ سمجھا جاتا ہے اور کم عمری کی شادیوں سے متعلق درست اعداد وشمار بھی موجود نہیں ہیں جو اس کی اصل وسعت کو واضح بتا سکیں ایسا اس لئے بھی ہے کیونکہ کئی شادیوں کا قانونی اندراج نہیں ہوتا اور اکثر والدین لڑکیوں کی عمر غلط لکھواتے ہیں اور ایسے معاملات دیہی علاقوں میں عام ہیں جہاں پر پیدائش کے اندراج اور پیدائشی سرٹیفکیٹ کی سہولیات تک رسائی انتہائی مشکل ہے اس کے ساتھ ساتھ پیدائش کا اندراج صحیح نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں ۱۵ سال سے کم عمر میں بیاہی جانے والی لڑکیوں کے بارے میں بہت کم اعداد وشمار موجود ہیں۔ موجودہ اعداد وشمار اکثر پرانی اور نامکمل معلومات فراہم کرتے ہیں۔

تازہ ترین قومی جائزوں کے مطابق سارے صوبوں میں سے اول نمبر بلوچستان کا ہے جس میں ۱۵ سے ۱۸ سال کی عمر سے پہلے شادی ہونے والی لڑکیوں کی شرح فیصد سب سے زیادہ ہے اور خیبر پختونخواہ نمبر دوئم پر ہے۔[4] زیادہ تر کم عمری کی شادیاں دیہی علاقوں میں ہوتی ہیں اور سندھ اس میں اول نمبر پر آتا ہے اور بلوچستان دوئم پر۔

عام طور پر خوشحال گھرانوں کی لڑکیوں کی شادی غریب گھرانوں کی نسبت چار سال بعد ہوتی ہے (PDHS ۲۰۱۲-۱۳) اور تحقیقات کے مطابق تعلیم کا حصول بھی لڑکیوں اور لڑکوں کی شادی کی عمر میں تاخیر کو فروغ دیتا ہے۔

فیگر ۲۔ پاکستان میں پہلی شادی کے وقت عمر (۱۵-۴۹ سال کی خواتین کی شرح فیصد)

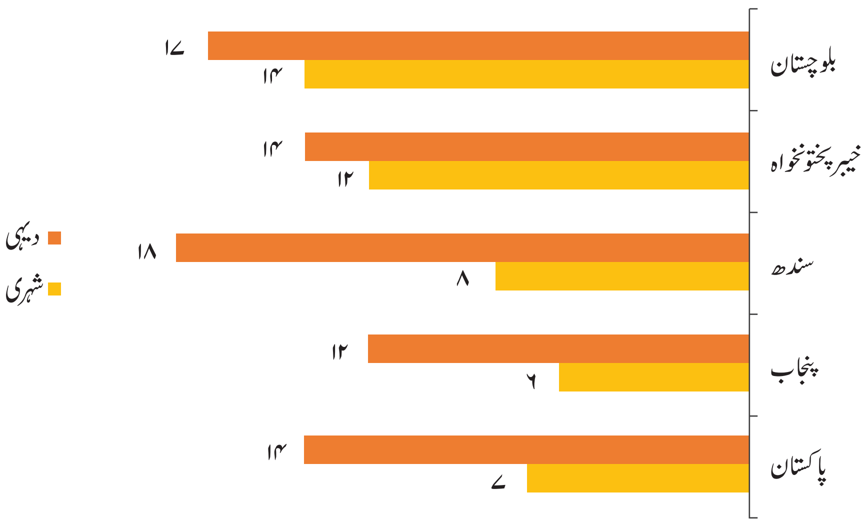

مسائل اور مواقع

مسائل اور مواقعوں کا ایک سلسلہ پاکستان میں کم عمری کی شادی کا تعین کرتا ہے۔ ان کو تین متعلقہ حصوں میں منظم کیا جا سکتا ہے۔ قانون، معاشرہ اور اقتصادیات

قانون

پاکستان میں کم عمری کی شادی سے متعلق آئینی دفعات، قوانین، روائتی نظام اور پابندیوں پر مشتمل پیچیدہ نظام رائج ہے۔

کم عمری کی شادی سے متعلق قوانین میں استقلال اور مطابقت کا فقدان اکثر متضاد اور غیر واضح اسلامی اور ملکی قوانین کے نفاذ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ حال ہی میں کم عمری کی شادی سے متعلق قانونی اور انتظامی طریقہ کار کو بہتر اور ہم آہنگ بنانے کے لئے قوانین پر نظر ثانی کی کوششیں کی گئیں جن میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ اب تک وفاق، قومی سطح پر لڑکیوں کے لیے شادی کی کم سے کم قانونی عمر کو ۱۶ سے بڑھا کر ۱۸ کرنے کی دو کوششیں کر چکا ہے۔ انتظامی، ابلاغی، غور و خوض کے فقدان اور اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاق کے قانونی اور حکومتی اختیارات کے عدم توازن کی وجہ سے ''بچیوں اور بچوں کی شادی پر پابندی سے متعلق قانون'' کے ترمیمی بل کو قومی اسمبلی دونوں دفعہ رد کر چکی ہے۔ ان کاوشوں کے ردعمل کے طور پر اسلامی نظریاتی کونسل (وہ آئینی ادارہ جو حکومتی درخواست پر غیر پابندانہ تجاویز فراہم کرتا ہے) نے اعلامیے جاری کئے جن میں کم عمری کی شادی سے متعلق وفاقی قانونی اقدامات کو غیر اسلامی قرار دے دیا۔

اٹھارویں آئینی ترمیم ۲۰۱۰ء ایک اہم قانونی پیش رفت تھی جس کی وجہ سے صوبوں کو آزادانہ طور پر شادی کی کم سے کم عمر پر نظر ثانی کا موقع ملا۔ ابھی تک صرف صوبہ سندھ میں کم عمری کی شادی پر پابندی کے ایکٹ ۲۰۱۴ء کے مطابق عورتوں اور مردوں کے لئے شادی کی کم سے کم عمر ۱۸ سال قرار دی گئی۔ صوبہ پنجاب نے ۱۶ سال سے کم عمر کی شادی پر سخت ترین پابندیوں کے لئے قانون منظور کیا ہے۔ البتہ اس قانون میں شادی کی کم سے کم عمر ۱۶ سے بڑھا کر ۱۸ سال نہیں کی گئی۔ صوبہ پنجاب نے سندھ کی طرح کم عمری کی شادی کے جرم کو ناقابل دست اندازی قرار دیا۔ قوانین پر عملدر آمد کا فقدان اور غیر مؤثر نظام وہ عوامل ہیں جن کی وجہ سے کم عمری کی شادیاں عام ہیں۔

قانونی ترامیم کو فعال بنانے اور سازگار ماحول پیدا کرنے اور فروغ دینے کے لئے علاقائی، قومی اور عالمی سطح پر باہمی تعاون کی ضرورت ہے۔ قومی سطح پر مذاکرات کے انعقاد کے ساتھ ساتھ پاکستان علاقائی اور عالمی سطح پر استدلال کے اجتماعات میں حصہ بھی لیتا رہا ہے۔ پاکستان South Asia Initiative to End Violence Against Children (SAIEVAC) کا رکن ہے۔ ایک بین الحکومتی ادارہ ہے جس نے علاقائی سطح پر کم عمری کی شادی سے نمٹنے کے لئے لائحہ عمل اپنایا ہے۔ ۲۰۳۰ء تک کم عمری کی شادی کے خاتمے کے ہدف کی تجویز پیش کرنے میں پاکستان پیش پیش تھا اور یہ تجویز پائیدار ترقی کے اہداف Sustainable Development Goals کے اوپن ورکنگ گروپ میں پیش کی گئی جس کے تحت عالمی اور علاقائی اہداف کو ملک کے قانون کا حصہ بنانا بہت ضروری سمجھا گیا۔

معاشرہ

سماجی، طبقاتی، ثقافتی اور صنفی عدم مساوات وہ چند کلیدی معاشرتی عوامل ہیں جن کی وجہ سے کم عمری کی شادی عام ہے۔ اس کے علاوہ گھرانے کی بناوٹ اور اس میں افراد کی تعداد، خاص طور پر وہ قدریں، روایتیں، رویے اور طریقے جو روائتی خاندانوں، قربت داریوں اور برادریوں کا حصہ ہیں، کم عمری کی شادی کے رجحان کو فروغ دیتے ہیں۔ یہاں پر قابل ذکر بات یہ ہے کہ روایتی معاشروں میں جہاں پر والدین/ والد حتمی اختیار رکھتے ہیں بچیوں اور بچوں کی فرمانبرداری کو اہمیت دی جاتی اور یہ کم عمری کی شادی کے رجحان کے اضافے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا شادی کے فیصلے میں نہ تو بچی یا بچے کی مرضی پوچھی جاتی ہے اور نہ ہی بچیوں اور بچوں کو اپنی خواہش کا اظہار کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ عمل بڑوں اور بزرگوں کی توہین سمجھا جاتا ہے۔

پاکستان میں کم عمری کی شادی لڑکوں کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کو بھی غیر مساوی طور پر متاثر کرتی ہے۔ والدین بچیوں کی عزت محفوظ کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ شادی سے پہلے ماں نہ بن جائیں اور خاندان کی عزت خاک میں نہ مل جائے۔ اگر وہ بچیوں کی شادی جلد نہ کروائیں تو معاشرے میں برا سمجھا جاتا ہے اور بچیاں اور ان کے والدین مختلف پریشانیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

ٹیبل 1:   کم عمری کی شادی سے متعلق پاکستانی قانون کے اہم نکات [5]

قانونی نکات	موجودگی	غیر موجودگی
آئینی تعریف/تحفظ/شادی سے متعلق حوالہ جات	✓	
آئینی تعریف/تحفظ/خاندان سے متعلق حوالہ جات	✓	
صحت کی بنیادی سہولیات کے حق کا آئینی اقرار *	✓	
صنفی مساوات کا تحفظ اور جنسی بنیاد پر غیر امتیازی سلوک کا آئینی اقرار/تحفظ	✓	
شادی کی کم سے کم قانونی عمر	✓	
شادی کے لئے شریک حیات کی مرضی		×
شادی کے لئے مرضی کے اظہار کی قانونی عمر		×
دستوری قانون کو باقی تمام قوانین پر فوقیت		×
عالمی قانون کو ملکی قانون پر فوقیت		×
پیدائش کا لازمی اندراج **		×
شادی کا لازمی اندراج (یونین کونسل)	✓	

* بنیادی حق کی طرح نہیں　　　　** قومی منصوبے کے ذریعے عملدرآمد

پاکستان میں کم عمری کی شادی کی بڑی وجہ غیر مساوی صنفی معیار اور صنفی فوقیت بھی ہے۔ مردوں کو عورتوں سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ بچیوں کو بچپن سے ہی ایک خاص طریق پر چلنے اور زندگی گزارنے کے اصول بتا دیئے جاتے ہیں اور ان کے مستقبل اور شخصی ترقی پر کوئی دھیان نہیں دیا جاتا۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے ساتھ برابری کا رویہ نہیں برتا جاتا اور زیادہ تر گھرانوں میں کھانے کی تقسیم بھی برابر نہیں ہوتی، اس طرح لڑکیاں غذائیت کی کمزوری کا شکار ہو جاتی ہیں۔ چونکہ پاکستان میں پدرانہ نظام ہے اس لیے عورتوں کو گھریلو ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں۔ کم عمری کی شادی میں لڑکیاں اپنے گھروں تک محدود ہو کر اپنی تعلیم اور دوسرے مواقع چھوڑنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ یہ قدریں اور خاندانی نظم وضبط بلا امتیاز طاقت مردوں کے ہاتھ میں تھما دیتا ہے اور وہ خاندان کے بارے میں اہم فیصلے کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ کم عمری کی شادی صنفی تفاوت کو جنم دیتی ہے اور اس کی وجہ سے عورتیں تا حیات مردوں پر انحصار کرتی ہیں۔

پاکستان میں کم عمری کی شادی مذہب پر انحصار اور مذہبی احکامات کی تشریح کی وجہ سے بھی ہوتی ہے۔ مختلف مذہبی رہنما کم عمری کی شادی، شریک حیات کی عمر اور شادی کے وقوع پذیر ہونے کے حالات کے بارے میں موجود اسلامی احکامات کی مختلف تفاسیر اور توجیہات پیش کرتے ہیں جس کی وجہ سے یہ مسئلہ اور بھی پیچیدہ ہو گیا ہے۔ وہ لوگ جو بچیوں اور بچوں کی کم عمری میں شادی کرتے ہیں اُن کے پاس جواز ہوتا ہے کہ مذہب کم عمری کی شادی کی اجازت دیتا ہے اور یہ کہ اگر بلوغت کی عمر تک پہنچتے ہی بچی کی شادی نہ کی جائے تو بہت بڑا گناہ ہے۔ علماء کی ایک بڑی تعداد اس نظریے کو بڑھاوا دیتی ہے کہ ایسا کرنے سے معاشرے میں بے حیائی میں کمی واقع ہوگی۔

والدین کی ناخواندگی اور تعلیم کا فقدان بھی کم عمری کی شادی کی رسم کو فروغ دیتا ہے۔ غربت، محدود معاشی مواقع اور بچیوں پر کم عمری کی شادی کے نقصانات کی معلومات کا فقدان بھی کم عمری کی شادی میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔

وہ سماجی وجوہات جو کم عمری کی شادی کو ختم کرنے میں رکاوٹ ہیں اُن کے خاتمے کیلئے تمام متعلقین کے گٹھ جوڑ بنائے جائیں جس میں وفاقی اور صوبائی حکومتی ادارے، قومی اور صوبائی اسمبلیاں، پارلیمان، سول سوسائٹی کے نمائندے، ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا کے نمائندے اور مقامی حکام شامل ہوں۔ اس کے علاوہ خاندانوں، برادریوں، تنظیموں، مذہبی پیشواؤں اور مقامی رہنماؤں کو بھی مل کر کام کرنا ہوگا تاکہ ایک ایسا معاشرہ جنم لے سکے جہاں لڑکیوں، لڑکوں اور اُن کے خاندانوں کو برابر کے حقوق حاصل ہوں۔ حالانکہ ایسی سماجی تبدیلیاں مقامی سطح پر لائی جاتی ہیں مزید ازاں قومی، علاقائی اور عالمی کوششیں بھی ان تبدیلیوں کے رونما ہونے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

کم عمری سے متعلق معلومات اور شواہد کی موجودگی بھی معاشرے میں اس امر کی روک تھام میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ کم عمری کی شادی کے معاملے میں سماجی قدریں کس طرح والدین، خاندانوں اور برادریوں پر اثر انداز ہوتی ہیں، کے بارے میں معلومات کا ذخیرہ موجود ہے اور یہ معلومات عوام میں آگاہی پیدا کرنے اور شعور بیدار کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے تاکہ ان فرسودہ روایات کا خاتمہ اقتصادی، تعلیمی، ثقافتی، انتظامی اور شہری سطوح پر کیا جاسکے لیکن اس کا ادراک بھی ضروری ہے کہ معاشرے میں پائیدار تبدیلی لانا ایک مشکل اور لمبے عرصے پر محیط عمل ہے۔

اقتصادیات

اقتصادی عدم مساوات، نہ ختم ہونے والی غربت اور معاشرے میں غریب طبقے سے کنارہ کشی بھی کم عمری کی شادی کے عمل کو فروغ دیتے ہیں۔ اکثر اوقات یہ والدین کو کم عمر بچیوں اور بچوں کی شادی کرنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ کم عمری کی شادی کئی اقتصادی مفادات کے حصول کا طریقہ بھی سمجھی جاتی ہے۔ شادی پر آنے والے اخراجات اور جہیز کی مالیت کم عمری کی شادی کے لئے کم ہوتی ہے جو والدین کو بچیوں اور بچوں کی ذمہ داریوں سے آزاد ہونے کا موقع دیتی ہیں۔ کم عمری کی شادی میں پیسوں کے لین دین کے ذریعے والدین اپنے قرض چکاتے ہیں۔
معاشرے اور خاندان کی اقتصادی ناہمواری سے لڑکیاں سب سے زیادہ متاثر ہوتی ہے۔ خوشحال گھرانوں کی نسبت غریب گھرانوں میں بچیوں کی ۱۸ سال کی عمر سے پہلے شادی کرنے کا امکان دوگنا ہے۔ پاکستان میں لڑکیوں کو گھروں سے باہر جا کر کمانے کی اجازت نہیں ہوتی اور ان کو اقتصادی بوجھ سمجھا جاتا ہے اور تعلیم کے حصول کے مواقعوں میں بھی لڑکیوں سے امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے اور صرف ۲۲ فیصد لڑکیاں ہی افرادی قوت کا حصہ بنتی ہیں۔[6] لہٰذا غریب والدین سمجھتے ہیں کہ بچیوں کی کم عمری میں شادی کے علاوہ اِن کے پاس کوئی چارہ نہیں۔ بچیوں، بچوں اور والدین میں تعلیم کا فقدان اس سوچ کو پروان چڑھاتا ہے۔ اگرچہ پاکستان میں بچیوں اور بچوں کی اکثریت پرائمری سکول جاتی ہیں (۶۲.۳ فیصد لڑکیاں اور ۷۰ فیصد لڑکے) لیکن صرف ۵۲.۲ فیصد پرائمری تعلیم مکمل کر پاتے ہیں۔ اس سے کم تعداد ثانوی تعلیمی اداروں تک پہنچ پاتی ہیں (۲۹.۲ فیصد لڑکیاں اور ۳۹.۷ فیصد لڑکے)۔[7] چونکہ بچیاں اور بچے پرائمری اور ثانوی تعلیم مکمل نہیں کر پاتے لہٰذا کم عمری کی شادی ہی ان کے محفوظ مستقبل کا حل سمجھی جاتی ہے تعلیم لڑکیوں اور لڑکوں کو کم عمری کی شادیوں سے دور رکھتی ہے اور اعلیٰ تعلیم اعلیٰ معاشی مواقع پیدا کرتی ہے اور والدین کو شادی کی عمر میں تاخیر کرنے کا حوصلہ دیتی ہے۔ اقتصادی مواقعوں تک رسائی، خاص طور پر لڑکیوں پر اثر انداز ہوتی ہے زیادہ تر لڑکیاں گھروں میں بغیر پیسوں کے کام کرتی ہیں اور انہیں گھریلو آمدن میں حصہ بھی نہیں ملتا۔

بچیوں اور بچوں کو ثانوی تعلیم اور اس کے بعد بھی سکولوں میں رکھنے کے لئے حکومتی سطح پر ایسی حکمت عملی لاگو کرنے کی ضرورت ہے جس میں والدین، خاندانوں اور برادریوں کی پوری رضامندی شامل ہو تاکہ بچیوں اور بچوں کی کم عمری کی شادی کی شرح کم ہو۔ جاری تعلیمی اصلاحات سکولوں میں داخلہ اور بھرپور شرکت کو ترقی دے رہی ہیں جو کہ پاکستان کی قومی تعلیمی پالیسی جو "تعلیم سب کے لئے" ترقیاتی اہداف Millennium Development Goals کے تحت مرتب کی گئی ہے۔ لہٰذا کم عمری کی شادی کی روک تھام میں مدد ملے گی اور ملکی اقتصادیات میں مردوں عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کی شمولیت کو بڑھایا جاسکتا ہے۔

کم عمری کی شادی سے بچیوں اور بچوں کے بنیادی حقوق کی نفی ہوتی ہے اور پوری کی پوری برادریاں تاحیات سماجی اور اقتصادی نقصانات کا شکار رہتی ہیں۔ کم عمری کی شادی کی وجہ سے اچھی نوکریوں کے مواقع محدود ہوجاتے ہیں اور نوجوان دلہن اور دلہا ایک نہ ختم ہونے والی غربت کا شکار ہوجاتے ہیں۔ لڑکوں کو سب سے زیادہ معاشرتی اور اقتصادی ناہمواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کم عمری کی شادی لڑکوں کو تعلیم چھوڑنے پر مجبور کر دیتی ہے اور وہ محنت مزدوری کر کے اپنا نظام چلانے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ اکثر اوقات کم عمری کی شادی کے وقت لڑکے معاشی طور پر خود مختار نہیں ہوتے۔ لہٰذا نئے نویلے جوڑے کی سرپرستی کی ذمہ داری والدین پر آجاتی ہے۔ کم عمری کی شادی کی وجہ سے لڑکیاں ماں ہونے کی ذمہ داریاں بخوبی انجام نہیں دے پاتیں اور ایک متوازن خاندان کی ضروریات اور مطالبات پورا کرنے سے قاصر ہوتی ہیں۔

جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ کم عمری کی شادی، لڑکیوں اور لڑکوں دونوں کی ذہنی صحت پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ زچگی کی وجہ سے پیدا ہونے والی پیچیدگیاں ۱۵ سے ۱۹ سال تک کی بچیوں کی اموات کا باعث بنتی ہیں۔ پاکستان

کم عمری کی شادی میں پیسوں کے لین دین کے ذریعے والدین اپنے قرض چکاتے ہیں۔ معاشرے اور خاندان کی اقتصادی ناہمواری سے لڑکیاں سب سے زیادہ متاثر ہوتی ہے۔

میں تین چوتھائی ماؤں کی اموات بچے کی پیدائش کے وقت اور بچے کی پیدائش کے بعد واقع ہوتی ہیں۔ جنوبی ایشیائی ممالک میں پاکستان میں بچوں کی شرح اموات (۱۰۰۰/ ۷۸) اور پانچ سال کی عمر سے کم بچوں کی شرح اموات (۱۰۰۰/۹۴) سب سے زیادہ ہے۔ وہ خواتین جو ۲۰ سال کی عمر سے پہلے بچے پیدا کرتی ہیں ان بچوں کی شرح اموات ہر ۱۰۰۰ بچوں میں سے ۱۱۶ ہے اور ۲۰ سے ۲۹ سال سے زائد عمر کی ماؤں کے بچوں کی شرح اموات ہر ۱۰۰۰ میں سے ۷۵ بچے ہیں۔

کم عمری کی شادی براہ راست کم عمری میں بچے پیدا کرنے کو کو جنم دیتی ہے اور ایسی ماؤں میں کئی پیدائشی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ Obstetric fistua جس میں رحم کے درمیانی بافتیں اور مثانہ یا مقعد، پیدائش کے دوران بچے کا سر بار بار ٹکرانے سے زخمی ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے ایک سوراخ بن جاتا ہے جہاں سے پیشاب اور پاخانہ ٹپکتا رہتا ہے۔ جو اکثر پوشیدہ رہتی ہیں اور اس قسم کی پیچیدگیوں سے متاثرہ خواتین کا درست اعداد و شمار بھی نہیں ہوتا۔ ایسی خواتین زیادہ تر وقت کرب کی کیفیت سے دوچار رہتی ہیں اور متعدی امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور ایسے میں اکثر خاوند، خاندان اور برادریاں ان کو دھتکار دیتے ہیں۔

کم عمری کی شادی کی وجہ سے خاندانوں کی نسلوں میں کئی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں جیسا کہ کمزور بچے، ماں اور بچوں کے صحت کے مسائل اور اموات کی بڑھتی ہوئی شرح، اور غذائی کمزوری کی شکار ماؤں کے بچے بھی کمزور / کم وزن کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔

کم عمر جوڑے کی شادی ان کے بچپن کو ختم کر دیتی ہے لڑکیوں اور لڑکوں دونوں کے لئے کئی جسمانی، مذہبی اور سماجی مسائل پیدا کرتی ہے۔ علاوہ ازیں کم عمری کی شادی لڑکوں پر معاشی نان نفقہ کی ذمہ داری عائد کرتی ہے۔ لڑکیاں کم عمری میں حمل، زچگی، کمزوری، بار بار ماں بننے اور آخر کار موت کا شکار ہو جاتی ہیں۔ کم عمر میں بیاہی جانے والی لڑکیاں خاوند اور سسرال کے ہاتھوں جسمانی اور زبانی تشدد کا شکار ہوتی ہیں جب وہ ان کی امیدوں پر پورا اتر نہیں پاتی۔

حکمت عملی

قانونی، معاشرتی اور اقتصادی عناصر کا تفصیلاً جائزہ لے کر ایک کلی لائحہ عمل اپنانا ہوگا۔ کسی بھی عوامی مباحثے میں درج ذیل پانچ نکات کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ [8]

۱ لڑکیوں کی شادی کی کم سے کم عمر کو بڑھا کر ۱۸ سال کرنے کی پالیسی پر نظر ثانی اور قانونی صورت میں نفاذ کرنا۔

۲ لڑکیوں اور لڑکوں کو معیاری بنیادی اور ثانوی تعلیم کے برابر مواقعے فراہم کرنا۔

۳ لڑکیاں، لڑکے، والدین اور رہنماؤں کو فعال بنانا تاکہ اس امتیازی سلوک کے خلاف آواز اٹھائیں جو لڑکیوں سے روا رکھا جاتا ہے او لڑکیوں اور نوجوان خواتین کی شمولیت کو ر اقتصادی، معاشی، معاشرتی اور شہری سطح پر یقینی بنانا۔

۴ شادی شدہ لڑکیوں کے لئے تعلیم اور روزگار کے مواقعوں کی فراہمی معاشی مہارت کے ساتھ ساتھ جنسی اور تولیدی معلومات اور سہولیات کی فراہمی اور گھریلو تشدد سے دوچار ہونے کی صورت میں مددگار اداروں کے بارے میں معلومات کی فراہمی کو یقینی بنانا۔

۵ کم عمری کی شادی کی بنیادی وجوہات کو ختم کرنا جس میں غربت، صنفی عدم مساوات اور امتیازی سلوک، لڑکیوں کی اہمیت میں کمی اور لڑکیوں کے خلاف تشدد شامل ہیں۔

٦ ذمہ داروں کی پیشہ ورانہ تربیت کرنا

درج بالا نکات کو ''رہنما اصولوں'' کے طور پر سمجھا جائے جن کے ذریعے متبادل قانون، حکمت عملیاں اور پروگرام ترتیب دیئے جا سکتے ہیں۔ کم عمری کی شادی کے خاتمے کو ترجیحی بنیادوں پر قومی سطح پر اہمیت دینی ہوگی ان اقدامات میں وفاقی، صوبائی اور مقامی قانون ساز، صحافی برادری اور ذرائع ابلاغ کے ادارے اور اس کے علاوہ مختلف متعلقین بشمول مذہبی راہنما کی شمولیت ضروری ہے۔

End Notes

[1] Source: UNICEF, State of the World's Children, 2016
[2] UNICEF's Ending Child Marriage
[3] Source: Pakistan Standard of Living Measurement 2013-14
[4] Pakistan Demographic and Health Survey 2012-13
[5] Source: WHO's Child, early and forced marriage legislation in 37 Asia-Pacific countries (2016)
[6] http://www.pbs.gov.pk/content/labour-force-statistics
[7] https://www.unicef.org/infobycountry/pakistan_pakistan_statistics.html
[8] Source: WHO's Child, early and forced marriage legislation in 37 Asia-Pacific countries (2016)

پاکستان میں کم عمری کی شادی سے متعلق چند حقائق

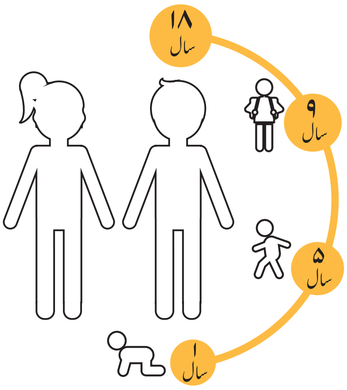

بچی یا بچہ کون ہے؟

اقوام متحدہ کے معاہدہ برائے حقوقِ اطفال کے مطابق بچی یا بچہ سے مراد ۱۸ سال سے کم عمر کے تمام انسان ہیں۔ معاہدے کی نگران کمیٹی برائے حقوقِ اطفال نے دنیا کے تمام ممالک کو بچی یا بچے کی عمر پر نظر ثانی کرنے کی تاکید کی ہے اور اس امر پر زور دیا ہے کہ حکومتی حکمت عملی، قانون سازی اور اداروں کی کارکردگی کے ڈھانچوں کے ذریعے وضع کردہ حقوقِ اطفال کا عملی نفاذ مؤثر بنایا جائے کیونکہ ان تمام کا اثر ۱۸ سال تک کی بچیوں اور بچوں کی فلاح و بہبود پر ہوتا ہے۔

حقیقت نمبر ۱:

پاکستان نے دنیا کے کئی ممالک سے پہلے اس معاہدے کی توثیق ۱۹۹۰ء میں کی۔ معاہدے کی توثیق کے ذریعے ریاستی ممبران ایسے تاریخی عمل کا آغاز کرتے ہیں جس کے ذریعے داخلی و خارجی، قانونی دفعات اور اداروں کے انتظامی اور عملی امور میں ہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے۔

حقیقت نمبر ۲:

معاہدہ برائے حقوق اطفال اور پاکستانی کی قانونی دفعات میں موجود ''بچی یا بچے'' کی تعریف میں ہم آہنگی نہیں ہے۔ اس فرق کا گہرا اثر لڑکیوں اور لڑکوں کی شناخت، سماجی بہبود، معاشرتی شمولیت اور تشدد و استحصال سے بچاؤ پر ہوتا ہے۔

کم عمری کی شادی کیا ہے؟

عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمے کا معاہدہ (۱۹۷۹ء) کے تحت کم عمری کی شادی وہ رسمی بندھن ہے جو ۱۸ سال سے کم عمر میں طے پاتا ہے۔ کم عمری کی شادی ایک بچی یا بچے کی صحت، تعلیم و تحفظ کے بنیادی حقوق کو پامال کرتی ہے۔ انسانی حقوق کا عالمی منشور (۱۹۴۸ء) ایک فرد کی شادی کے لئے مکمل اور آزادانہ رضامندی کی ترغیب دیتا ہے اور یہ کہ ایک فرد کو صحیح فیصلہ کرنے کے لیے باشعور ہونا بہت ضروری ہے۔ CEDAW کمیٹی نے شادی کے لیے کم سے کم عمر ۱۸ سال مختص کی ہے۔

حقیقت نمبر ۳:

پاکستان نے CEDAW کی ۱۹۹۶ء میں توثیق کی اور انسانی حقوق کے عالمی منشور پر بھی دستخط کیئے۔

حقیقت نمبر ۴:

وفاق کی سطح پر ابھی بھی پاکستان میں لڑکیوں کے لئے شادی کی کم سے کم قانونی عمر ۱۶ اور لڑکوں کے لئے ۱۸ سال ہے۔

حقیقت نمبر ۵:

پاکستانی آئین کی اٹھارویں ترمیم ۲۰۱۰ء صوبوں کو شادی کی کم سے کم عمر پر نظر ثانی کی اجازت دیتی ہے۔ ۱۸/۲۰۱۷ء تک صرف حکومت سندھ نے مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے شادی کی کم سے کم عمر ۱۸ سال طے کی ہے۔

پاکستان میں کم عمری کی شادی کے اعداد و شمار

6th

حقیقت نمبر ۶:

پاکستان کم عمری کی شادیوں کی مطلق تعداد (۱،۸۷۵،۰۰۰) کے لحاظ سے دنیا میں چھٹے نمبر پر ہے۔

حقیقت نمبر ۷:

پاکستان میں ۲۰ سے ۲۴ سال کی عمر کی ہر چار میں سے ایک لڑکی کی شادی بچپن میں ہوتی ہے۔

حقیقت نمبر ۸:

پاکستان میں تقریباً ایک تہائی خواتین ۲۰ سال کی عمر تک ماں بن جاتی ہیں۔

حقیقت نمبر ۹:

افغانستان سمیت پاکستان ان چند ایشیائی اسلامی ممالک میں سے ایک ہے جہاں ابھی تک لڑکیوں کے لئے شادی کی عمر ۱۸ سال سے کم ہے۔

کم عمری کی شادی کی وجوہات:

حقیقت نمبر ۱۰:

۲۰۱۴ اور ۲۰۱۷ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے اُن تمام قانونی اقدامات کو مسترد کیا جن میں لڑکیوں کی شادی کی کم سے کم عمر ۱۶ سال سے بڑھا کر ۱۸ سال کرنے کی تجویز تھی۔

حقیقت نمبر ۱۱:

پاکستان میں خاندانی روایات اور اقدار روزمرہ زندگیوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ دو اہم قدریں کم عمری کی شادی کو فروغ دیتی ہیں: **خاندانی غیرت اور جہیز**۔

حقیقت نمبر ۱۲:

کچھ والدین اور خاندان غربت اور زیادہ بچوں کی ذمہ داری کی وجہ سے اپنی لڑکیوں اور لڑکوں کی کم عمری میں شادی کر دیتے ہیں۔

حقیقت نمبر ۱۳:

تعلیم کا فقدان بھی کم عمری کی شادی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ پاکستان میں صرف ۲۸.۹ فیصد لڑکیاں اور ۳۴.۶ فیصد لڑکے ثانوی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

کم عمری کی شادی عورتوں کیلئے نوکری کے مواقع اور اقتصادی عمل میں فعال شمولیت کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے جس سے ملک کی معاشی ترقی پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

کم عمری کی شادی کے اثرات:

کم عمری کی شادی ایک بچی یا بچے کی صحت،تعلیم اور معاشی فلاح پر اثر انداز ہوتی ہے۔

حقیقت نمبر ۱۴:

پاکستان میں ۱۵ سے ۱۹ سال کی ماؤں میں بڑھتی ہوئی شرح اموات کی بڑی وجہ حمل اور زچگی سے پیدا ہونے والی پیچیدگیاں ہیں۔

حقیقت نمبر ۱۵:

۲۰ سال سے کم عمر ماؤں کے ایک سال سے کم عمر بچوں کی شرح اموات ہر ۱۰۰۰ میں سے ۱۱۶ بچے ہیں۔

حقیقت نمبر ۱۶:

صرف ۲۲ فیصد بچیاں بڑی ہو کر پاکستان کی افرادی قوت کا حصہ بنتی ہیں۔

کم عمری کی شادی انفرادی اور معاشرتی ترقی میں رکاوٹ ڈالتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ملک میں معاشرتی عدم مساوات اور صنفی، معاشرتی اور ثقافتی امتیاز پیدا کرتی ہے۔ اگر پاکستان میں کم عمری کی شادی کا خاتمہ ہو جائے تو بچوں میں اموات کی شرح، گھریلو تشدد اور خوراک کے عدم تحفظ میں کمی واقع ہوگی اور لڑکیوں کی تعلیم، خواتین میں ملکیت جائیداد اور ملک کی عمومی ترقی میں اضافہ ہوگا۔

پاکستان میں کم عمری کی شادی کا خاتمہ کیسے کیا جا سکتا ہے؟

قانون سازوں کیلئے اقدامات

بحیثیت قانون ساز ہم مندرجہ ذیل اقدامات کے ذریعے کم عمری کی شادی کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔

بچیوں کی شادی کی عمر کو ۱۸ سال تک بڑھانے کیلئے قانون سازی کی حمایت کریں۔

قانون سازی کے نفاذ کو یقینی بنائیں۔

لڑکیوں اور لڑکوں دونوں کو ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے مساوی مواقع فراہم کریں۔

لڑکیوں، لڑکوں، خاندانوں، برادریوں اور مقامی رہنماؤں کو فعال بنائیں تاکہ اُن روایات کو بدلیں جو لڑکیوں کے خلاف امتیازی سلوک کو بڑھاوا دیتی ہیں۔

شادی شدہ بچیوں کو تعلیم، نوکریوں، قانونی اور معاشرتی تحفظ کے مختلف مواقعوں تک رسائی دیں۔

قانون، تعلیم اور صحت کے عملے کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو بڑھائیں تاکہ وہ بچوں کو تشدد، بدسلوکی، استحصال خصوصاً کم عمری کی شادی سے تحفظ فراہم کر سکیں۔

صحافیوں کیلئے اقدامات

بحیثیت صحافی ہم مندرجہ ذیل اقدامات کے ذریعے کم عمری کی شادی کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔

کم عمری کی شادی کے بارے میں قابلِ اعتماد، جامع اور حقائق پر مبنی خبروں کی ترتیب اور تشہیر کریں۔

بچوں خصوصاً لڑکیوں کی میڈیا پر نمائندگی ذمہ دارانہ انداز سے کریں تا کہ فرسودہ تصورات اور تعصّبانہ اقدار کا خاتمہ کیا جا سکے۔

ماہرین حکمت عملی و قانون سازی کرنے والوں کو کم عمری کی شادی سے متعلق اقدامات کے لئے ذمہ دار ٹھہرائیں۔

مقامی قیادت اور برادریوں کے لئے مقامی واقعات پر خبریں پیش کریں تا کہ ان میں آ گاہی پیدا کی جا سکے۔

مذہبی رہنماؤں کیلئے اقدامات

بحیثیت مذہبی رہنما ہم مندرجہ ذیل اقدامات پر عمل کر کے کم عمری کی شادی کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔

جمعے کے خطبات، دروس اور دیگر مذہبی تقریبات میں کم عمری یا بچپن کی شادی کے نقصانات پر بات کریں۔

عوامی شعور کیلئے مقامی سطح پر ایسی تقریبات منعقد کروائیں اور ان میں حصہ لیں جو کم عمری کی شادی کے خاتمے کے بارے میں ہوں۔

پاکستان میں کم عمری کی شادی کے خاتمے کے لئے باہمی گُفت وشنید کو فروغ اور مقامی اتحاد کو تشکیل دیں۔

فیصلہ سازی کرنے والوں پر کم عمری کی شادی کے خاتمے کے لئے اپنا اثر ورسوخ استعمال کریں۔

کم عمری کے نکاح پڑھانے سے اجتناب کریں۔

End Notes

[1] UNICEF, State of the World's Children, 2016
[2] 2012-13 Pakistan Demographic and Health Survey (PDHS)
[3] Ibid.
[4] https://www.unicef.org/infobycountry/pakistan_pakistan_statistics.html
[5] 2006-07 Pakistan Demographic and Health Survey (PDHS)
[6] http://www.pbs.gov.pk/content/labour-force-statistics